تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

اطراف الارض

(یَمِیۡنٍ وَّشِمَالٍ)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ کَانَ لِسَبَاٍ فِیۡ مَسۡکَنِہِمۡ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّشِمَالٍ ؕ کُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لَہٗ ؕ بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ (سبا:16)

یقیناً سبا (قوم) کے لئے بھی ان کے مسکن میں ایک بڑا نشان تھا۔ دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ (اے قومِ سبا!) اپنے ربّ کے رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ (سبا کا مرکز) ایک بہت اچھا شہر تھا اور (اس شہر کا) ایک بہت بخشنے والا ربّ تھا۔

دیکھا ہے تیرا منہ جب چمکا ہے ہم پہ کوکب
مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبالب
تیرے کرم سے یارب میرا بر آیا مطلب
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

(درثمین)

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معروف چار سَمتوں مشرق، مغرب اور یمین و شمال کا ذکر قرآن کریم میں کر رکھا ہے۔ مشرق و مغرب پر قرآن کریم نے جو کہا اور لکھا ان کو ایک تقریر میں جمع کر چکا ہوں۔ آج شمال و جنوب کا ذکر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جنوب سَمت کے لیے یَمِیۡن کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 5 مقامات پر یَمِیۡنٌ وشِمَال کے الفاظ ملا کر استعمال فرمائے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یَمِیۡن کے الفاظ شمال سے پہلے استعمال فرمائے ہیں اس لیے یَمِیۡن سے ہی بات کا آغاز کرتے ہیں۔

یَمِیۡن کے معنوں اور فلسفہ میں جانے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ علم جغرافیہ کے اصول کے مطابق اگر ہم مشرق سَمت کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہوں تو دائیں طرف کو یَمِیۡن کہتے ہیں۔ اس لیے قرآن نے جنوب سَمت کو یَمِیۡن کے نام سے لکھا ہے۔ جنوب کا لفظ سَمت کے حوالے سے قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔ ہاں کروٹ، سائیڈ اور جانب کے معنوں میں جنوب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ مشرق کی طرف مُنہ کرنے سے بائیں طرف شمال آتا ہے۔ اس لیے اِس کا نام شمال ہی قرآن میں آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ دائیں طرف کے لوگ اور اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ یعنی بائیں طرف کے لوگ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

قرآن کریم میں یَمِیۡن اور شِمَال پانچوں مقامات پر دائیں اور بائیں کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔ جیسے سورہ سبا آیت 16 میں سبا قوم کے مسکن (ملک) کے دائیں بائیں دو باغ تھے جن میں سے قوم کو پھل کھانے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی ہدایت تھی۔ الفاظ یہ ہیں کہ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّشِمَالٍ۔

پھر سورۃ النحل آیت 49 میں بھی اللہ کی طرف تذلّل کے ساتھ جھکنے کے معنوں میں یَمِیۡنٍ وشِمَال کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جہاں تک سورۃ المعارج آیت 38 میں عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیۡنَ کا تعلق ہے۔ اِن آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جو فرمایا ہے اُس کا ذکر ہم تقریر بابت مشرق و مغرب میں کر آئے ہیں۔ یہاں اِس کا اعادہ خالی از فائدہ نہ ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِن آیات کے تحت اُن مشرکین اور کفار کو مخاطب ہو کر بتایا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی کاموں اور توحید باری تعالیٰ سے روکنے کے لئے سمجھانے کی غرض سے آئے تھے کہ

"اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھایا ہے کہ ہم تو مشرق و مغرب کے مالک ہیں۔ جس طرح یہ لوگ مکّہ میں بڑے بنے ہوئے تھے۔ اُن جیسے ہم اور بڑے بڑے آدمی بنانے پر قادر ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہاں اہل عرب کے گمان میں تھا کہ ابو بکرؓ بڑا آدمی بن جائے گا اور حضرت عمر رضی اللہ اتنے بڑے بادشاہ ہو جائیں گے۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 211)

یَمِیْنُ وشِمَال کا مشترکہ ذکر سورۃ الکہف کی آیت 18 اور 19 میں دو دفعہ آیا ہے۔ جہاں اصحاب الکہف کی غار کا محل وقوع بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ:

"اس آیت میں غار کا مقام بتایا گیا ہے۔ آیت میں جو علامات بتائی گئی ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ یہ قوم اُونچے شمالی علاقوں میں بسنے والی تھی کیونکہ جب شمال کی طرف جائیں اور مشرق کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہوں تو سورج دائیں طرف رہتا ہے اور جب جنوب میں آئیں اور مشرق کی طرف مُنہ کریں تو بائیں طرف رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِس غار کا مُنہ شمال مغرب کی طرف تھا جو عمارت شمالی رُخ ہو گی۔ اِس سے سورج دائیں سے بائیں کو ہی گزرے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 430)

سورۃ الکہف کی آیت 19 میں یَمِیْنُ وشِمَال کے الفاظ کی تشریح میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

"(ان) میں بتایا ہے کہ اِن کو آئندہ زمانہ میں ہم دنیا پر پھیلانے والے ہیں۔ وہ وقت ان کی بیداری کا ہو گا... اگر تجھے اِن کا علم ہو تو تُو اِن سے مرعوب ہو جائے گا۔ اس کا تعلق اس وقت سے ہے جبکہ ان کو شمال اور جنوب میں پھیلا دیا جائے گا چنانچہ دیکھ لو۔ اس وقت اِن شمالی قوموں کا کس قدر رُعب ہے۔ دنیا کی دوسری حکومتیں اگر کوئی ہیں تو اُن کے رحم پر ہیں اور اِن کا رُعب سب دنیا پر چھایا ہوا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 432)

سامعین! یَمِیْنُ وشِمَال کے الفاظ کے ساتھ "اصحاب" اور "ذات" کے الفاظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت دلچسپ ناصحانہ مضمون بھی جابجا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ الواقعہ میں دونوں یعنی اصحابُ الیمین اور اصحابُ الشمال کا تفصیل سے ذکر ہے۔

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ یعنی دائیں طرف کے لوگ اچھے معنوں میں اور اَصْحٰبُ الشِّمَالِ کو بُرے معنوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ہماری دُنیوی سیاست میں بھی حکومتی کارندوں کو دائیں دھڑے اور مخالفین کو بائیں دھڑے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ جہاں تک دینی اور روحانی اعتبار سے دائیں اور بائیں دھڑے کا ذکر قرآنِ کریم میں ہے۔ وہ ذکر گو مختلف مقامات پر ذکر ہے لیکن سورۃ الواقعہ میں دونوں فریقوں کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے وہ بہت واضح ہے۔ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ کے تحت آیات 28 تا 41 تک ذکر ہے۔ جس کا ترجمہ تفسیر صغیر سے پیش ہے۔

"اور (تُو) دائیں طرف کے آدمیوں کا بھی حال سُن اور تجھے کیا معلوم ہے کہ دائیں طرف کے آدمی کیا ہیں؟ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں کے باغوں میں رہیں گے اور کیلوں (کے باغوں) میں جن کے پھل ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہوں گے اور ایسی چھاؤں میں جو بہت لمبی ہو گی اور ایسے پانیوں میں جو گرائے جا رہے ہوں گے اور بہت سے پھلوں میں۔ نہ تو وہ کاٹے جائیں گے اور نہ اُن سے اُن (جنتیوں) کو روکا جائے گا (یعنی وہ انہی کی ملکیت قرار دیے جائیں گے) اور شاندار بیویوں کے ساتھ رہیں گے۔ ہم نے ہی اُن کو بنا رکھا ہے اور کنواریاں پیدا کیا ہے۔ نہایت خوبصورت اور جنتیوں کی ہم عمر (جن کو) دائیں طرف والے گروہ کے لیے (پیدا کیا گیا ہے۔) یہ گروہ شروع میں ایمان لانے والوں میں سے بھی کثرت سے ہو گا اور آخر میں ایمان لانے والوں میں سے بھی کثرت سے ہو گا۔"

اور اَصْحٰبُ الشِّمَال کے حوالہ سے آیات 42 تا 57 کا ترجمہ یہ ہے:

"اور بائیں طرف والے (لوگوں کا بھی حال سُن) اور تجھے کیا معلوم ہے کہ بائیں طرف کے لوگ کیسے ہوں گے؟ وہ گرم ہواؤں اور گرم پانیوں میں رہیں گے اور ایسے سایہ میں رہیں گے جو سیاہ دھوئیں کی طرح ہو گا۔ نہ وہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ اس کے نیچے رہنا عزّت بخشے گا۔ وہ اس سے پہلے دنیا میں بڑے آرام سے رہتے تھے اور بڑے گناہ (یعنی شرک) پر اصرار کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹّی اور ہڈیاں بن جائیں گے۔ کیا ہم کو پھر زندہ کر کے کھڑا کر دیا جائے گا۔ یا ہمارے باپ

دادوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا۔ تو کہہ دے کہ پہلے بھی اور پچھلے بھی۔ سب کے سب ایک معلوم دن کے وعدہ کی طرف اکٹھے کر کے لیجائے جائیں گے۔ پھر تم اسے جھٹلانے والے گمراہ ہو! تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے اور اس سے پیٹ بھرو گے اور پھر اس پر گرم پانی پیو گے اور پیاسے اونٹ کی طرح پیتے جاؤ گے۔ یہ اُن کی جزا سزا کے دن مہمان نوازی ہو گی۔"

سامعین! دائیں اور بائیں ہاتھ کے مضامین بہت دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ اِن کا یکے بعد دیگرے ذکر ضروری ہے کیونکہ یہ تاریخ کا حصّہ ہے اور اِن سے نصیحت بھی ملتی ہے اور آئندہ اپنی بھلائی کے لیے سبق آموز بھی ہے۔ سورۃ الحاقہ آیت 20 کا ترجمہ سن لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا وہ باقی ساتھیوں سے کہے گا کہ آؤ آؤ! میرا اعمال نامہ دیکھو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"دایاں ہاتھ برکت پر دلالت کرتا ہے پس جس کے دائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا وہ سمجھ لے گا کہ میرے لیے اچھا فیصلہ ہوا ہے اور میرے اعمال کو نیک قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے اپنے ہاتھوں کو ہلائے گا اور کہے گا کہ آؤ اور میرا نتیجہ اور میرا اعمال نامہ دیکھو۔"

اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دینے کا ذکر اِسی سورت کی آیات 26-27 میں یوں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"جس شخص کے بائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے پتہ نہ لگتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش! میری موت مجھے بالکل ختم کر دیتی۔"

یعنی وہ ویسے ہی شرمندہ ہو گا جیسے کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے۔ وہ منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ اِسی لیے کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے چیز پکڑنی چاہیے اور دوسروں کو کوئی چیز پکڑاتے بھی دائیاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "کُلْ بِیَمِیْنِكَ" کا ارشاد فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھایا کرو۔ مسجد میں دایاں قدم پہلے رکھا کرو۔ یہ مضمون سورۃ الانشقاق میں آیت 8 تا 10 میں بھی بیان ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"وہ جسے اُس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو یقیناً اُس کا آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل و عیال کی طرف خوش و خرم لَوٹے گا۔"

سامعین! سورۃ احزاب میں تین مقامات پر اللہ تعالیٰ نے "مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جن کے معنی ہیں کہ ایسی عورتیں جن کے لیے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غنیمت میں تمہارے ہاتھ قابض ہوئے۔ اے نبی! وہ تمہارے لیے نکاح کے بعد جائز ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آیت 51 (سورۃ احزاب) کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

"اِس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ مخالف جو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم خاص طور پر اپنے لئے نازل کر لیا ہے درست نہیں کیونکہ اس آیت میں صاف لکھا ہے کہ یہ حکم تمام انبیاء کے لیے ہے۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ کیونکہ جہاں یہ فرمایا ہے کہ یہ حکم خاص تیرے لئے ہے وہاں آگے یہ بڑھا دیا ہے کہ مؤمنوں کے سوا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ مؤمنوں کے لیے یہ حکم نہیں۔ لیکن مؤمنوں کے سوا جو انبیاء ہیں اُن کے لیے یہ حکم ہے خواہ وہ گزشتہ تھے یا آئندہ ہوں گے"

پھر آپ نے لکھا ہے۔

"ایسی کسی عورت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی۔ یہ سب احکام بطور اجازت ہیں۔ دشمن اعتراض کرتا ہے کہ اپنے لیے خاص حکم آپ نے اتار لیے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان اجازتوں پر عمل ہی نہیں کیا تو دشمن کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کے لیے خاص مراعات قرآن کریم نے بیان کر دی ہیں۔ آیت 3 سے بھی ظاہر ہے کہ یہ حکم صرف بعض بیویوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک رائے ظاہر کرنے کے لیے ہے آپ کے لیے خاص راستہ کھولنے کے لیے نہیں۔"

سامعین! پھر دائیں ہاتھ کو طاقت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ الحاقہ کی آیات 45 تا 48 میں اپنی طرف جھوٹا الہام منسوب کرنے والے کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے۔ ترجمہ یہ ہے:

"اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا، تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے۔ سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اُسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔"

(تفسیر صغیر صفحہ 770)

جماعت احمدیہ اِن آیات کو جھوٹے نبی کے خلاف پیش کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ان آیات کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان آیات میں ان فاسد خیالات کا ردّ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف وحی منسوب کرنے والے کو کوئی دنیاوی طاقت بچا سکتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جھوٹے دعویداروں کے پیچھے ضرور کوئی دنیاوی طاقت ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اور ان کے مددگار ہلاک کر دیے جاتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یہ عظیم الشان ثبوت ہے کیونکہ آپ کے دعویٰ کے بعد سارا عرب آپؐ کا مخالف ہو گیا تھا۔ اس آیت میں یہ بہت ہی لطیف نکتہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر سارا عرب آپ کا مخالف نہ بھی ہوتا بلکہ تائید میں کھڑا ہو جاتا تب بھی اس رسول کو اللہ کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا تھا اگر اس نے ایک معمولی سا جھوٹ بھی خدا پر بولا ہوتا۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1071)

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ق آیت 17-18 میں بیان فرمایا ہے کہ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ۔ اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ۔

جس کا ترجمہ یہ ہے:

"ہم اس (انسان) سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب کہ دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے دو گواہ اس کی تمام حرکات کو محفوظ کرتے جاتے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"یہاں انسانوں کے اعمال کی نگرانی کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان کی دائیں طرف کے فرشتے ان کے نیک اعمال تحریر کرتے ہیں اور بائیں طرف کے فرشتے بد اعمال کو۔ یہ ظاہری آنکھ سے دکھائی دینے والے کوئی فرشتے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظامِ شہادت ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔"

(صفحہ 938)

یہاں دو جگہ دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے۔ دائیں ہاتھ کی پکڑ بائیں ہاتھ کی نسبت مضبوط اور زور آور ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ دائیاں ہاتھ اور دائیاں پاؤں، بائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں سے بھاری ہوتے ہیں۔ بالعموم دائیاں پاؤں بھاری ہونے کی وجہ سے اس سائیڈ کا جوتا اکثر کو مشکل پیدا کرتا ہے۔

سامعین! یہ مضامین اتنے گہرے اور دلچسپ ہیں کہ کسی حصّہ کو چھوڑنے کو مَن نہیں مانتا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِسے ایک نئے انداز میں بیان فرمایا ہو کہ وہ کہیں وہ رہ جائے۔ جیسے سورۃ الزّمر آیت 68 کا ترجمہ یہ ہے:

"ان لوگوں نے اللہ کی صفات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا حالانکہ زمین سب کی سب اس کی مملوکہ ہے اور آسمان (اور زمین دونوں) قیامت کے دن اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور ان کے شرکیہ عقیدوں سے بہت بالا ہے۔"

(تفسیر صغیر صفحہ 614)

نیز اس کے تحت فٹ نوٹ میں حضورؒ نے فرمایا:

"لپیٹے ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز کو لپیٹ لیتا ہے تو وہ اس کے ہاتھ سے باہر نہیں نکل سکتی۔ مثلاً ریت کوئی شخص پکڑے تو دبانے سے وہ اس کے ہاتھ سے باہر چلی جاتی ہے۔ لیکن اگر روٹی کو لپیٹ لے تو وہ زور لگانے سے زیادہ سے زیادہ قبضہ میں آجاتی ہے باہر نہیں نکلتی۔ اسی مفہوم کی طرف مزید اشارہ بِیَمِیۡنِہٖ سے فرمایا۔ یعنی اس دن زمین و آسمان خالی ہمارے ہاتھوں میں لپیٹے ہوئے نہیں ہوں گے بلکہ وہ ہمارے دائیں ہاتھ میں جو قوّت کی نشانی ہے لپیٹے ہوئے ہوں گے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

"اس آیت میں جو قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ (1) قیامت کے دن زمین کلیۃً اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہو گی اور (2) تمام آسمان یعنی تمام کائنات اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ دائیں ہاتھ سے مراد یدِ قدرت ہے نہ کہ جسمانی دایاں ہاتھ۔ اور لپٹے جانے کا جو ذکر ملتا ہے یہ فی زمانہ سائنسی نظریات سے قطعی طور پر صحیح ثابت ہوتا ہے۔ یعنی زمین و آسمان اس طرح ایک فنا کے بلیک ہول (Black Hole) میں داخل کر دیے جائیں گے جیسے وہ لپٹے جا چکے ہوں۔ دوسری کئی آیات میں زیادہ وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ لپیٹنے کی تمثیل سے کیا مراد ہے۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 826)

سامعین! تقریر کی طوالت کے پیش نظر سورۃ الصّٰفّٰت کی دو آیات 29 اور 94 میں بیان ایمان افروز ذکر کر کے مَیں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اِن دونوں آیات میں دائیاں پہلو سے مراد مذہب لیا گیا جسے آیت 29 کے تحت فٹ نوٹ میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ

"دائیاں پہلو مذہب پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب ہے کہ مذہب اوڑھنا اُوڑھ کر ہم کو دھوکہ دیتے ہیں"

جبکہ آیت 98 میں دائیں ہاتھ سے بُتوں پر کاری ضرب لگانے کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان گہرے علوم اور فلسفیانہ گفتگو کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

